تحریر: قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری

علامہ ظہیر شہید کیس ------ لمحہ فکریہ

جب جنرل ضیاء الحق کا دور ہمایوں شروع ہوا ۔ تو سیاسی قتلوں کا سلسلہ خاصا تیز ہو گیا ۔ سب سے پہلے سندھ اسمبلی کے سابق ممبر کراچی کے ابھرتے ہوئے بیباک سیاست دان ظہور الحسن بھوپالی کا سینہ گولیوں سے چھلنی کیا گیا ۔

جمعہ کے روز لاہور جیسے عظیم شہر اور بارونق علاقے میں پنجاب کے مایہ ناز سپوت اور بہادر سیاست دان چوہدری ظہور الٰہی کو دن دہاڑے لقمہ اجل بنا دیا گیا ۔

شرافت سرحد ۔ عوام کے بے لوث خادم ارباب سکندر خان خلیل کو گولیوں کی باڑ سے مروا دیا گیا ، عظمت صحابہ کے علمبردار حکیم فیض عالم صدیقی کو محلہ مستریاں جہلم میں عصر کے بعد ان کی مسجد میں شہید کر دیا گیا ۔ لاہور کے علامہ احسان اللہ فاروقی کو عین دن کی روشنی میں لاہور میں شہید کر دیا گیا ۔

۱۷ اگست ۱۹۸۸ کو بہاولپور کے آس پاس ایک ہوائی حادثہ میں جنرل ضیاء الحق اور اٹھائیس ۲۸ کے قریب جنرل ۔ کرنل ۔ بریگیڈئر اور دیگر اہم شخصیتیں جان بحق ہو گئیں ۔ ستم بالا ستم یہ ہے کہ ابھی تک ان تمام سانحات حادثات اور قاتلوں کا کوئی سراغ نہیں مل سکا ۔ ملک کے وزیر اعظم اور صدر کے قاتلوں کا اتا پتہ نہیں چل سکا ۔ صرف نواب محمد احمد خان کے قاتل اپنے کیفر کردار کو پہنچے ۔

ہماری قیادت کا جوہر ۔ خلاصہ اور مکھن شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ مولانا حبیب الرحمن یزدانی شہید رحمہ اللہ ۔ شہید مسلک مولانا عبدالخالق قدوسی رحمہ اللہ آبروئے مسلک نوجوان اہلحدیث محمد خان نجیب ایم اے ۔ اور چھ ان کے دیگر ساتھیوں کو ۲۳ ۔ ۲۴ مارچ ۱۹۸۷ کی درمیانی شب کو ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے درندہ صفت انسانوں نے شہید کر ڈالا ۔

حکومت کی تمام تر طفل تسلیوں اور یقین دہانیوں کے باوجود ابھی تک ان کے قاتل دندناتے پھر رہے ہیں ۔ تحفظ ناموس صحابہؓ کے داعی مولانا حق نواز جھنگوی رحمہ اللہ کو بڑی

بے دردی سے شہید کر دیا گیا ۔ اور ان کے قاتلوں کا معاملہ ابھی تک کھٹائی میں پڑا چلا آرہا ہے ۔

ممبر قومی اسمبلی بے باک عالم دین مولانا ایثار الحق قاسمی کو ضمنی انتخابات کے موقع پر ایک پولنگ اسٹیشن کے موقع پر کلاشنکوفوں کے ذریعے شہید کردیا گیا ۔

گذشتہ مہینوں ایران کے سفارت کار صادق گنجی کسی راہ گیر کی گولی کا نشانہ بن گئے ۔ تو ایرانی پارلیمنٹ کے سپیکر پاکستان آئے ۔ اور ایران کے دباؤ کے پیش نظر ہماری حکومت نے دہشت گرد لوگوں کو سزا دینے والی عدالت کے ذریعے ان کے قاتلوں کو سزائیں سنادیں ' اور ہماری حکومت ایرانی دباؤ کے پیش نظر پوری مستعدی سے گنجی کے قاتلوں کو گرفتار کر چکی تھی ' سپاہ صحابہ کی قوت اور دباؤ نے مولانا حق نواز کے کیس کو صادق گنجی کے فیصلہ کے بعد پھر زندہ کردیا ۔

شہدائے اہل حدیث کے قاتلوں کا معاملہ کھٹائی میں ڈالا جا چکا ہے اور تمام ترکیس سرخ فیتے کی نذر کر دیا گیا ہے ۔ جنرل محمد ضیاء الحق کے دو صاحبزادے وفاقی اور صوبائی حکومتوں میں وزیر ہیں ان کے دباؤ کی وجہ سے سانحہ بہاولپور کی از سر نو تفتیش شروع کر دی گئی ہے ۔ جس کے سربراہ وفاقی وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین بنا دئے گئے ہیں ۔ ہمارے کیس کو مسلسل نظرانداز کیا جارہا ہے ۔

مارچ ۱۹۸۷ کے اواخر میں ہماری متاع دین ودانش لٹ گئی ۔ ٦ ۔ مئی ۱۸۳۱ کو بالا کوٹ میں جو ہمیں شدید سانحہ پیش آیا ۔ ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ لاہور کا سانحہ بھی اس سے ملتا جلتا ہے ۔ ظالموں ۔ درندہ صفت انسانوں ۔ اور وحشی لوگوں نے بین الاقوامی شہرت کی حامل شخصیتوں کو ہم سے ظلما اور جبرا چھین لیا ۔ اور ہمارے وہی پھول توڑے جن کی مہک سے نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام میں خوشبوئیں پھیلی ہوئی تھیں ۔ اس وقت احتجاجی تحریک میں ہمارے مقررین ۔ مبلغین اور قائدین کا روئے سخن جن حکمرانوں کی طرف تھا ۔ وہ قارئین سے مخفی نہیں ۔

ہمیں یاد ہے کہ ملتان ائرپورٹ پر اس وقت کے صوبائی وزیر اعلی میاں نواز شریف سے

علامہ صاحب کے قاتلوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے صحافیوں سے صاف فرمایا مجھ سے کیوں کہلواتے ہو ۔ تم نہیں جانتے علامہ صاحب کے قاتل کون ہیں ۔ ایک دو مواقع پر میاں نواز شریف نے صحافیوں کے جواب میں فرمایا کہ قاتلوں کے ہاتھ لمبے ہیں جن تک پہنچنا ہمارے لئے خاصا دشوار ہے اس وقت علامہ مرحوم اور ان کے رفقاء کے قاتلوں کے خلاف احتجاجی تحریک جمعیت اہل حدیث کا ایک گروپ چلا رہا تھا ۔

اب جبکہ اسلامی اتحاد میں متحدہ جمعیت اہل حدیث بھی ایک رکن کی حیثیت سے شریک کار ہے ۔ متحدہ جمعیت اھلحدیث کے سرپرست مولانا معین الدین لکھوی مرکزی پارلیمنٹ کے ممبر ہیں ۔ اور مولانا لکھوی جماعت کے تعاون اور خرچ سے ممبر منتخب ہوئے ہیں ۔

اگر اعجاز الحق اور انوار الحق اپنے باپ کے سانحہ کی تحقیقات کا مسئلہ از سر نو اٹھا سکتے ہیں تو مولانا لکھوی علامہ صاحب اور ان کے شہید رفقاء کا مسئلہ اسمبلی میں کیوں نہیں اٹھا سکتے ؟ مولانا لکھوی کو اولین فرصت میں سانحہ لاہور کے مجرمین کی گرفتاری کے لئے اسمبلی میں تحریک پیش کرنی چاہئے ۔اور پوری کوشش سے اسی طرح کی تحقیقاتی سرکاری کمیٹی بنوانا چاہئے ۔ تاکہ مجرم اپنے کیفر کردار کو پہنچ سکیں ۔ کیا ہمارے شہدا کا خون کسی گنجی سے کم ہے ؟

آخر حکمران اس طرف توجہ کیوں نہیں دیتے ؟

لاہور کے شہداء کی درد کی ٹیسیں نہ صرف پاکستان بھر میں بلکہ عالم اسلام میں محسوس کی گئیں ۔ علامہ مرحوم ایسی عبقری شخصیتیں لیل و نہار کی ہزاروں بلکہ لاکھوں گردشوں کے بعد عالم وجود میں آتی ہیں ۔ اور جنہیں چراغ رخ زیبا لے ڈھونڈنے سے بھی نہیں تلاش کیا جا سکتا ۔

ہم یہ پڑھ کر بہت خوش ہوئے کہ مولانا ایثار القاسمی کے قاتل بھی گرفتار کر لئے گئے ہیں ۔ ہماری آنکھیں پتھرا گئیں کہ کبھی یہ خبریں پڑھیں کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر اور ان کے رفقاء کے قاتل بھی گرفتار کر لئے گئے ۔ ہمارے کان یہ سننے کے لئے ترس گئے کہ علامہ مرحوم کے قافلے کے غارت گرفتار کر لئے گئے ۔ یقین جانئے کہ پاکستان کے کروڑوں مسلمان

علامہ مرحوم کے سانحہ شہادت کے صدمہ سے دل فگار ہیں۔ علامہ مرحوم اور ان کے رفقاء اب بھی ہمارے دلوں کی دھڑکنیں ہیں۔ اگر صادق گنجی کے قاتل گرفتار ہو کر سزا پا سکتے ہیں۔ مولانا ایثار القاسمی کے قاتل گرفتار کئے جا سکتے ہیں مولانا حق نواز جھنگوی کا کیس زندہ ہو سکتا ہے۔ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے سانحہ کی تحقیقات کے لئے کمیٹی بن سکتی ہے تو علامہ مرحوم اور ان کے رفقاء کے سانحہ کی تحقیق کیوں نہیں ہو سکتی؟

اب جب کہ ہم اتحاد کا ایک رکن ہیں اتحاد ہمیں نیکی میں شریک نہیں کر سکتا گناہ میں تو ہم اس کے برابر کے شریک ہیں اس لئے ہمارے قائدین کو از سر نو اس مسئلے کو زندہ کرنا چاہئے اور موجودہ حکمرانوں کو مجبور کرنا چاہئے کہ سانحہ لاہور کے مجرمین بھی اپنے انجام بد کو پہنچیں۔ میں خدا کی آواز بن کر اہلحدیثوں کے باب عالی پر دستک دیتا ہوں کہ علامہ مرحوم اور ان کے رفقاء کے قاتلوں کی کڑیاں تلاش کرنے اور ان کے مرتکبین کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے شاید اس سے بہتر اور سنہری موقع پھر نہ مل سکے۔ ہمارے قائدین اور اہلحدیث یوتھ فورس کے نوجوانوں کا اولین فرض ہے کہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کر کے اور کندھوں سے کندھا ملا کر موجودہ حکمرانوں کو مجبور کردینا چاہئے کہ ان کے قاتل اولین فرصت میں گرفتار کئے جائیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ملک میں قتل وغارت کا بازار گرم ہے۔ راہ زنی اور ڈاکہ زنی کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ بنک لوٹے جارہے ہیں۔ اور سندھ میں انیس ہزار ڈاکوؤں کی قوت کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا احباب کو یاد ہوگا کہ علامہ مرحوم نے بستر علالت پر کہا تھا کہ اگر ہمارے قاتل اور مجرم گرفتار نہ کئے گئے تو نا معلوم کن کن شخصیتوں کو یہ خمیازہ بھگتنا پڑے۔

ہم اب حیران ہیں کہ اپنے شہیدوں کے لہو کا مطالبہ کس سے کریں؟ کس کو اس کا ذمہ دار ٹھرائیں؟ اور اس بارے میں کس سے خطاب کریں؟ بہر حال اللہ کی رحمت سے اب جو ہماری قوتیں مجتمع ہوچکی ہیں۔ ان کو بروئے کار لاکر سانحہ لاہور کے مجرمین تک پہنچنے کی بھرپور کوشش کرنا چاہئے اگر ہم نے موجودہ سنہری دور سستی۔ کاہلی اور گو مگو کی کیفیت میں گزار دیا تو مورخ کا قلم کبھی ہمیں معاف نہیں کرے گا۔ اور اگر ہم اپنی قوت کے ہوتے

ہوئے بھی حکمرانوں کو مجرموں تک پہنچنے کیلئے مجبور نہیں کر سکتے تو پھر ہمیں جماعتی قیادت وسیادت کا حق نہیں پہنچتا۔

خدا کے دربار میں دیر ہو سکتی ہے اندھیر نہیں ہو سکتی ہم اگر اپنی مساعی کو میدان عمل میں نہیں جھونکیں گے تو قاتل قدرت کے انتقام کا نشانہ ضرور بنیں گے۔ انشاء اللہ۔ ہمارے لکھنے والوں مبلغین اور قائدین کو علامہ مرحوم اور ان کے رفقا کے قاتلوں تک پہنچنے کے لئے موجودہ حکمرانوں کو مجبور کرنا چاہئے ورنہ ۔

قریب ہے یارو روز محشر۔ چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر۔ تو لہو پکارے گا آستیں کا

دعاء مغفرت کی اپیل

مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۹۱ء بروز بدھ حافظ محمد یوسف صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بیوہ اور حافظ عطاء السلام (سکول بکڈپو گوجرانوالہ) حافظ عبدالسلام اور حافظ عبدالعلام کی والدہ ماجدہ قضاء الٰہی سے اس جہان خاک و گل انتقال کر گئی تھیں ۔ متوفیہ نہایت عابدہ ' زاہدہ اور پابند شریعت تھی۔ سنہ ۱۹۶۱ء کے قریب کی بات ہے کہ میں حافظ محمد یوسف صاحب رحمتہ ال ہ علیہ کی خدمت میں حفظ قرآن پر حاضر ہوا تھا حقیقت یہ ہے کہ متوفیہ نے ہمیں اپنی ماؤں کو یاد کرنے کا موقع نہیں دیا۔ جملہ احباب جماعت سے یہی اپیل ہے کہ وہ حافظ صاحب اور ان کی بیوہ کے لیے دعا کا سلسلہ جاری رکھیں۔

مولانا محمد الیاس اثری مدرس
جامعہ اسلامیہ امارت گوجرانوالہ